

ہو گا اور بقول رسول مقبول تبھی وہ ایمان دار ہو گا۔ اللہ ہر مسلمان کے دل میں ایسی محبت پیدا کرے۔ دیباچہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا اور تقریظ محمد اشرف آصف کی ہے۔ (قاسم محمود)

لغاتِ قرآن اور عورت کی شخصیت، پروفیسر خوشید عالم۔ ناشر: چودھری غلام رحمن  
الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۵۶۰۔ قیمت: ۸۵۰ روپے۔

فضل مصنف نے ۳۰ برس تک عربی زبان کی تدریس کا کام کیا۔ کچھ عرصہ تو بخاب کے مختلف کالجوں میں، پھر ۲۰ سال تک ریاض ( سعودی عرب) میں تعلیم و تدریس اور ملازمت کے سلسلے میں مقیم رہے۔ زیر بحث کتاب میں انہوں نے عورت کے بارے میں اپنا نقطہ نظر واضح کیا ہے۔ خواتین سے متعلق قرآن پاک میں جتنے کلمات و اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں، ان کو حروف تجھی کے اعتبار سے جمع کیا ہے۔ کل ۲۸ ابواب ہیں۔ اس میں چند ایسے کلمات بھی آگئے ہیں جو اگرچہ عورت کے لیے براہ راست مخصوص نہیں مگر عورتیں ان احکامات میں مردوں ہی کی طرح مخاطب ہیں، مثلاً الأنس، البشر، عبد، طائفہ، الناس، النفس اور الیتیم وغیرہ۔ ہر باب میں متعلقہ لفظ کے معنی و مطالب کتب تقاضیر، حدیث، عربی لغت، گرام اور عربی شاعری کی رو سے متعین کیے گئے ہیں۔ بعد ازاں وہ ان سے اخذ ہونے والے مسائل و نتائج پر روشنی ڈالتے چلتے جاتے ہیں۔

مصنف کتاب کے ایک ایک صفحے پر یہ واضح کرتے نظر آتے ہیں کہ مرد عورت میں کامل مساوات ہے۔ عورت بھی وہ ساری صلاحیتیں رکھتی ہے جو مردوں میں موجود ہیں: ”خاتون کو قدر و منزلت، جو قرآن نے عطا کی تھی وہ نظر و سے او جھل ہو گئی، اور یہ تصور لوگوں کے رگ و پے میں سرایت کر گیا کہ خاتون مرد سے گھٹیا ہوتی ہے۔ قرآنی آیات کی غلط تاویل کی گئی۔ جن آیات میں قرآن نے وہ حقوق عطا کیے تھے، جو آج تک ان کو حاصل نہ تھے انہی آیات کو اس کی تنقیص کے لیے پیش کیا گیا، احادیث وضع کی گئیں مخفی یہ ثابت کرنے کے لیے کہ مرد افضل ہے اور خاتون فروتن“۔ (ص ۱۱۲)  
”خواتین ان فتوں میں بازی لے گئیں جو مردوں کے ساتھ مخصوص سمجھے جاتے ہیں، مثلاً حمرانی، عسکری قیادت، تحریر و تقویٰ اور زہد و تقویٰ“۔ (ص ۱۲۷)

”مردوں میں جو حیاتیاتی امتیاز پایا جاتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک دوسرے

کے کام کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اس کا دائرہ کارالگ ہے۔” (ص ۱۳۰)

”حیاتیاتی اختلاف فرد کے رویوں کو متعین نہیں کرتا۔ جب کسی معاشرے میں حالات بدلتے ہیں تو رویے بھی بدل جاتے ہیں۔ ہر صنف کے وجود میں مردانہ اور زنانہ دونوں خصوصیتیں پائی جاتی ہیں۔ سرجوی کے ذریعے مرد خاتون بن جاتا ہے اور خاتون مرد۔“ (ص ۱۳۰)

”ماضی میں خاتون کی صرف ایک حیثیت تھی، گھر بیوڑہ داری۔ اب ایک دوسری حیثیت، یعنی کارکن کی بھی پیدا ہو گئی ہے۔ اگر شوہر عورتوں کو ملازمت کی اجازت دے رہے ہیں تو ہمیں اعتراض کا کیا حق حاصل ہے۔ کثر سے کثر روایتی گھرانوں اور ملکوں میں دائرہ کار کی تخصیص ختم ہو چکی ہے۔ دنیا کی موجودہ اقتصادی صورت حال میں کسی ملک کی نصف آبادی کو زندگی کے تمام میدانوں میں شریک ہونے سے روک دیا جائے تو ترقی کیسے ہو گی؟ دونوں کے مل کر کام کرنے سے ہو گی۔“ (ص ۱۳۱)

مصنف چہرے کے پردے کے قائل نہیں ہیں: ”چہرے کا پردہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں“ (ص ۱۲۰)۔ اس طرح یہ کتاب عربی لغت اور گرامر کے پردے میں عورت کے بارے میں پورا مغربی ایجنسڈ اسلامیوں میں قرآن کے نام پر راجح کرنے میں کوشش نظر آتی ہے۔ اگر اپوائی بیگمات یا این جی او ز اسلام کے خاندانی اور تمدنی و معاشرتی مسائل کے بارے میں بات کریں تو سب کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ مسلم معاشرے میں گمراہی پھیلائی جا رہی ہے، مگر گلبہیر مسئلہ تو اس وقت بنتا ہے جب نامنہاد علماء و فاضل حضرات اپنے علم و فضل کے زعم میں، عربی لغت کے زور پر اور اپنی چوب زبانی کی بنیاد پر وہی کام کرتے نظر آتے ہیں جو اہل مغرب کو مطلوب ہے، تو پھر یہ تلیپس ابلیس ہمارے لیے بہت خطرناک بن جاتی ہے۔

تجب تو اس بات پر ہے کہ یہ رؤشن خیال، حضرات جو صبیا کتاب اللہ کا دعویٰ رکھتے ہیں، جو خود اللہ اور اس کے رسولؐ کو بھی قرآن پاک کی تشریع و تفسیر کا حق دینے کو تیار نہیں، ان کو اپنی عربی دانی پر اتنا بھروسہ ہے کہ اسی کی بنیاد پر فرغیت کو اسلام میں داخل کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ مغربی فکر کو زبردست لفاظی کے ذریعے قرآن و حدیث میں سے کشید کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ تاویل اور اجتہاد کا کلہاڑا ہاتھ میں لے کر عربی گرامر، لغت اور عربی شاعری کی مدد سے عورت کا